Article

# Analysis of Educational Exploitation of Women in Pakistani Short Story

# پاکستانی اُردو افسانے میں خواتین کے تعلیمی استحصال کا جائزہ

**Dr. Muhammad Asif Awan*[1]**
Professor, Department of Urdu , Riphah International University, Faisalabad
**Sahar Zahid*[2]**
Research Scholar, Department od Urdu, Government College University Faisalabad

1. پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان
پروفیسر، شعبہ اُردو، رفاہ انٹر نیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد
2. سحر زاہد
ریسرچ سکالر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد
.

Correspondanance: masifawan62@yahoo.com

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

**Received: 25-12-2023**
**Accepted:05-03-2024**
**Online:28-03-2024**

Copyright:© 2023 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

ABSTRACT: The portrayal of women in Pakistani Urdu short stories often reflects the complex socio-economic and psychological challenges they face. Through the lens of literature, authors have historically explored the multifaceted aspects of women's lives, particularly the issue of educational exploitation. For instance, the analytical study on the problems of women in Urdu short stories highlights how societal norms and a male-dominated society have influenced the depiction of women's rights and their struggles.Similarly, postcolonial literature in Pakistan has delved into the representation of women, examining their roles within a patriarchal society and the impact of migration and religious influences on their lives. Renowned authors like Bano Qudsiya and Ismat Chughtai have been instrumental in bringing these issues to light,

using their narratives to advocate for women's education and emancipation from male dominance. These stories not only serve as a mirror to the society but also as a catalyst for change, urging readers to reflect on the educational injustices women endure and the need for societal reform. The courage and resilience of Pakistani women, as depicted in these stories, continue to inspire and drive the conversation towards greater gender equality and empowerment.This article addresses the educational expoitation in Pakistani Urdu Short stories..

KEYWORDS: Ismat Chugtai , Short Story, Pastoral, Educational Expoitation ,History, Domestic Life, Social injustice.

تعلیم کسی بھی انسان کی انفرادی اور اجتماعی ترقی اور کامیابی کے لیے بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتی ہے۔ تعلیم سے فرد میں شعور، خود اعتمادی اور اعتبار ذات جیسی اعلی صفات پیدا ہوتی ہے۔ تعلیم سے نہ صرف اپنی ذات بلکہ ماحول اور دنیا کو درپیش مسائل سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔نہ صرف مسائل سے آگاہی حاصل کرتا ہے بلکہ ان مسائل کے حل کے لیے بھی تگ ودو کرتا ہے۔ انسان کی آج تک جتنی بھی ترقی کی ہے اور اپنے معیار زندگی کو جتنا بلند کیا ہے اس میں بنیادی کردار تعلیم نے ادا کیا ہے۔ تعلیم یافتہ افرا کسی بھی قوم کا قیمتی اثاثہ ہوتے ہیں۔یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی قوم اور ملک کو ترقی یافتہ اور اعلی اقوام کی صف میں شامل کرتے ہیں۔

تعلیم مرد و خواتین دونوں کے یکساں اہم اور ضروری ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں خواتین کی تعلیم کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی جتنی مردوں کی تعلیم کو دی جاتی ہے۔ حالانکہ گھریلو زندگی جو معاشرے کی بنیادی اکائی ہے، اس میں خواتین مرکزی کردار کی مالک ہیں۔ عورت کی تعلیم کے بغیر متمدن خاندان اور ترقی یافتہ معاشرے کا خواب محال ہے۔ خواتین کو تعلیم ، شعور اور آگاہی ہو گی تب ہی وہ نہ صرف عملی زندگی بہتر گزار سکیں گی بلکہ گھر میں اپنے بچوں کی پرورش بھی بہتر انداز میں کر سکیں گی۔ مائوں کو تعلیم یافتہ کر کے ہی تہذیب یافتہ نسلیں حاصل کی جا سکتی ہیں، کیونکہ آنے والی نسلوں کی تعلیم، تربیت اور تہذیب کی ذمہ داری اسی خواتین کے کاندھوں پر ہے۔ تو جب تک خواتین کو تعلیم نہیں دی جائے گی تہذیب یافتہ اور ترقی یافتہ معاشرے کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

عصر حاضر سائنسی اور نت نئی ایجادات و ترقی کا دور ہے۔ دنیا بھر میں نئی نئی تحقیق کی جارہی ہیں۔ اس ترقی یافتہ معاشرے میں ابھی بھی کئی ممالک ایسے ہیں جہاں خواتین تعلیم جیسے بنیادی حق سے محروم ہیں۔ اس محرومی کی بڑی وجہ

خواتین کو کمتر خیال کرنا ہے اور اس خیال کو پروان چڑھانے میں مذہبی تعلیمات کی من پسند تشریحات، معاشرتی رسم و رواج اور بعض مشاہیر کے اقوال کا بنیادی کردار ہے۔ خواتین کو عموماً کمتر، حقیر، گناہ کا منبع یا محض نفسانی خواہشات کی تکمیل کا سامان سمجھا جاتا ہے، دوسرے لفظوں میں مرد اس معاشروں میں خواتین کو مردوں کے جیسا انسان نہیں سمجھا جاتا۔ اس لیے انہیں تعلیم سے محروم رکھنا اس طرح کے معاشرے میں نہایت معمولی بات ہے۔

اگر مذاہب عالم کی مقدس کتب، مآخذ و مصادر کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ کسی بھی مذہب میں خواتین کی تعلیم پر کوئی پابندی نظر نہیں آتی۔ تاہم کچھ شرائط ہیں جن کو مد نظر رکھ کر عورت کو تعلیم حاصل کرنے کا حق دیا جاتا ہے۔ اگر اسلام کی بات کی جائے تو اسلام میں خواتین کی تعلیم کے حوالے سے واضح اشارات اور احکامات ملتے ہیں۔ قرآن کریم میں پہلا حکم ہی علم حاصل کرنے سے متعلق ہے۔

ترجمہ: "اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے سب کو پیدا کیا۔ انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا پڑھیے اور آپ کا رب سے سب سے بڑھ کر کرم والا ہے۔ جس نے قلم سے سکھایا۔ انسان کو سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔"(1)

حضور نبی کریم ﷺ نے بھی خواتین کی تعلیم و تربیت کو بہت زیادہ اہمیت دی۔ انہوں نے مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کی تعلیم کو بھی اتنا ہی ضروری قرار دیا ہے۔ اسلام وہ مذہب ہے جس نے مردوں کی طرح عورتوں کے لیے بھی تعلیم کا حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے۔ اسلام نے عورتوں کے لیے بھی تعلیم کا حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے۔ اسلام نے عورتوں کی تعلیم پر کوئی پابندی نہیں لگائی کیونکہ تعلیم حاصل کرنا عورت کا بنیادی حق ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے علم کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے ارشاد فرمایا کہ:

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد عورت) پر فرض ہے۔"(2)

اس میں مرد کو تحقیق نہیں جو بھی اسلام سے آراستہ ہے مرد ہو یا عورت اس کے لیے حصول علم ضروری ہے۔ چونکہ مرد کی ادائیگی اور حصول کے لیے ان سے واقف ہونا ضروری ہے اور یہی علم ہے عورت کی تعلیم ایک معاشرے کی تعلیم ہوتی ہے۔ ایک پڑھی لکھی عورت پورے معاشرے کو بدل سکتی ہے۔ تعلیم یافتہ عورت اپنے بچوں کی تربیت بہت اچھے طریقے سے کر سکتی ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔"(3)

خواتین کی تعلیم کی فرضیت کے بارے میں شیخ عبداللہ اپنے مختصر رسالے "اسلام میں عورت کا درجہ" میں لکھتے ہیں:

"عورتوں کو تعلیم دلانا بالکل لازمی ہے اس میں مرد اور عورت کی کوئی تفریق نہیں ہے رسول پاک نے حکم دیا کہ کوئی تفریق نہیں ہے رسول پاک ﷺ نے حکم دیا کہ فرض کیا گیا۔ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر لیکن مسلمانوں پہ غضب کیا کہ ارشاد مبارک کے مطلق

کوئی اہمیت نہ دی لڑکوں کو تو تعلیم دیتے ہیں کہ وہ بڑے ہو کر کمائیں گے
لیکن لڑکیوں کی تعلیم کی طرف پوری غفلت کرتے ہیں۔“(4)

اسلام میں عورت و مرد دونوں کو تعلیم کے مساوی حقوق دیتے ہیں۔ اگر کسی معاشرے میں لڑکیوں کو تعلیم سے دور رکھا جاتا ہے تو یہ اس معاشرے کے رسوم رواج کی وجہ سے ہے نہ کہ اسلام کی وجہ سے حضور ﷺ نے ”رب زدنی علما“ کی دعا مرد و عورت دونوں کے لیے تعلیم فرمائی ہے اور قرآن میں بار بار سوچنے سمجھنے اور فکر کرنے کی تاکید ہے جو کہ مرد و عورت دونوں کے لیے ہے۔

ہمارے معاشرے میں تعلیمی شعور اور غربت کی وجہ سے والدین کیا کثریت اپنی بیٹیوں کو سکول یا کسی بھی تعلیمی ادارے میں نہیں بھیجتے۔ تعلیم نسواں کے حصول میں غربت ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے یہ وجہ ہے کہ دیہی علاقوں میں روٹی کے حصول کے لیے بھیج دیتے ہیں۔ لیکن غربت کی وجہ سے انھیں تعلیم کے حصول کے لیے کسی تعلیمی ادارے میں نہیں بھیجتے غریب والدین لڑکوں کی اعلیٰ تعلیم کے حق میں ہوتے ہیں ان کا ماننا ہے کہ اگر لڑکا اعلیٰ تعلیم حاصل کرے گا، وہ کسی اچھے عہدے پر فائز ہو گا یا کوئی نوکری کر سکے گا لیکن اس کے برعکس اگر عورت تعلیم حاصل کر کے کسی عہدے پر فائز ہو گی یا نوکری کرے گی تو معاشرہ اس کو بری نگاہ سے دیکھے گا۔

عورت کے تعلیمی استحصال کی ایک بڑی وجہ خواتین کے تعلیمی اداروں کی قلت ہے ہمارے معاشرے میں بعض خاندان ایسے بھی ہیں جو کہ عورتوں کی تعلیم کے اس طرح کچھ لوگ لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کو مختلف خیال کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ خواتین کو صرف دینی امور خانہ داری کی تعلیم دی جانی چاہیے، سائنس، ریاضی، منطق، انجینئرنگ وغیرہ کی تعلیم لڑکیوں کو نہیں دینی چاہیے یا اس طرح کی پیشہ وارانہ تعلیم لڑکیوں کے لیے مفید نہیں دوسرے الفاظ میں خواتین کو صرف دینی تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے۔ دنیاوی تعلیم پر ان کا کوئی حق نہیں اس کے جواب میں شیخ محمد عبداللہ لکھتے ہیں:

”خدا ایسے دوستوں کو عقل دے اور سمجھ بوجھ سے ان کا دماغ روشن کرے کہ وہ اپنے تاریک خیالات کو مذہبی احکام کے رستہ میں مائل کرنے سے باز آجائیں حدیث شریف (علم حاصل کرنا مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے) میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ اس میں عورتوں کی تعلیم کے ساتھ کوئی شرط نہیں لگائی گئی جو ارشاد مبارک مردوں کی تعلیم کے بارے میں زبان پاک سے نکلا وہی ارشاد اور اپنی الفاظ میں عورتوں کے بارے میں فرمان صادر ہوا۔ یہ کہاں کی صداقت ہے کہ عورتوں کے بارے میں فرمان صادر ہوا یہ کہاں کی صداقت ہے کہ عورتوں کے بارے میں اپنے پاس سے ایک جحت دل سے گھڑ کر اضافہ کی جاوے۔“(5)

عورت کے تعلیمی استحصال کی ایک وجہ ذرائع آمد ورفت کے مسائل بھی ہیں پاکستان کی آبادی کا تقریباً 62 فیصد حصہ دیہات پر مشتمل ہے۔بڑے تعلیمی ادارے چونکہ دیہات سے دور ہوتے ہیں دیہات سے بڑے شہروں میں بڑے تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں تک ذرائع آمد ورفت کا مکمل نظام موجود نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے بہت سی خواتین تعلیمی استحصال کا شکار ہوتی ہیں۔

مختلف بڑے تعلیمی اداروں، میں خواتین کے ساتھ ناروا سلوک کیا جاتا ہے خاص طور پر خواتین کو ہراساں کرنے کے واقعات آج کل زبان زد عام ہیں۔ جس کی وجہ سے بہت سے خاندان اپنی بیٹیوں کو یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھیجنے سے کتراتے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے خاندان ایسے بھی ہیں۔جس میں شادی کے بعد عورت کو تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ جس کی وجہ سے بہت سی خواتین اعلیٰ تعلیم سے محروم رہتی ہیں۔یہی وہ بنیادی مسائل ہیں جس کی وجہ سے عورت تعلیمی استحصال کا شکار رہتی ہے۔

تعلیم ایک ایسی دولت ہے جس میں جہالت کے اندھیرے دور ہوتے ہیں اور انسان کے دل و دماغ آگہی سے واقف ہوتا ہے یہ وہ قیمتی خزانہ ہے جس سے معاشرے کا ہر فرد مستفید ہوتا ہے۔ اور انسان کی مکمل تسکین کا خزان ہے۔ تعلیم کا حاصل مقصد یہی ہے کہ پاکیزہ اور صلح افکار سے متصف معاشرہ کی تشکیل عمل میں آئے تاکہ سماج ہمدردی، غمگساری اور خیر سگالی کے جذبہ سے معمور ہو۔ تعلیم یافتہ افراد ایک بہترین تہذیب و تمدن اور مہذب معاشرے کو جنم دیتے ہیں تعلیم سے ہی ہم اپنے علمی ورثہ اور اپنے تہذیبی و ثقافتی زیور اور اعلیٰ اقدار کو سنبھال کر اس سے مستفید ہو سکتے ہیں بلکہ ان کا تنقیدی جائزہ لے کر ماحول کے مطابق اس میں تعمیر نو کا رنگ بھر سکتے ہیں۔ تعلیم ہر انسان مرد اور عورت دونوں کی بنیادی ضرورت ہے۔

تعلیم نہ صرف خواتین کو علم و ہنر کے حصول میں مدد دیتی ہیں بلکہ یہ صنفی دقیانوسی تصورات کو توڑنے اور صنفی مساوات کو فروغ دینے میں بھی معاون ہے خواتین کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے سے معاشرہ ملک بلکہ پوری دنیا میں مثبت تبدیلی آسکتی ہے۔ تعلیم خواتین کی ذاتی ترقی اور خوشحالی زندگی کے لیے ضروری ہے عورتوں کی تعلیم سے ہی کسی ملک میں معاشی و اقتصادی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں اور معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزان ہوتا ہے۔اسی طرح کسی قوم کی ترقی وخوشحالی کا انحصار عورت، مرد کی تعلیم پر مبنی ہے۔ مرد کی تعلیم ایک فرد کی تعلیم ہوتی ہے جبکہ عورت کی تعلیم ایک خاندان کی تعلیم ہوتی ہے۔

موجودہ دور میں سائنسی اور ترقی کا دور کہلاتا ہے آئے دن نئی نئی تحقیق سے دنیا روشناس ہوتی ہے عورت کے تعلیمی استحصال کا مسئلہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ مسئلہ صدیوں سے چلا آرہا ہے کہ جہاں عورت کو انتہائی حقیر، کھیل کود اور نفسیاتی خواتین کا سامان اور گناہوں کی جڑ سمجھا گیا اور اس معاشرے میں الگ تھلگ رکھا گیا اسی عورت کی تعلیم کا مسئلہ ہے۔ جیسے ہم تعلیمی استحصال سے تعبیر کرتے ہیں۔ پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اور پاکستانی افسانہ نگاروں کے یہاں عورتوں کے تعلیمی استحصال کی یہ مختلف صورتیں نمایاں نظر آتی ہے۔سب سے پہلی صورت تو یہ ہے کہ خواتین کو تعلیم کی

طرف جانے ہی نہیں دیا جاتا اگر خواتین تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہیں تو ان کو وہ سہولیات فراہم نہیں کی جاتی جو کہ مردوں کو کی جاتی ہیں۔

اول تو ہمارے معاشرے میں خواتین کو تعلیم حاصل کرنے کی اجازت ہی نہیں دی جاتی۔ اگر خواتین کی والدین کی طرف سے تعلیم حاصل کرنے کی اجازت مل بھی جائے تو معاشرہ اور خاندان ان کو تنگ نظر سے دیکھتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں بہت سے والدین ایسے ہیں جو کہ خواتین کو صرف پرائمری یا مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دیتے ہیں اور اعلیٰ تعلیم سے خواتین کو محروم رکھتے ہیں۔ خواتین کے تعلیمی استحصال کی ایک یہ صورت بھی سامنے آئی ہے کہ تعلیمی اداروں میں اساتذہ اور طلبہ کی طرف سے ان کا استحصال کیا جاتا ہے اگر سماجی حوالے سے دیکھا جائے تو خواتین کے ساتھ یہ روش اختیار کی جاتی ہے کہ ان کی جلدی شادی کر دی جاتی ہے اور شادی کے بعد سسرال والے تعلیم جاری رکھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ ہمارے ہاں جاگیردرانہ نظام میں بھی خواتین کا تعلیمی استحصال کیا جاتا ہے۔ جاگیردار اپنی خواتین کو تعلیم سے روشناس نہیں کرواتے اور ان کی شادیاں بھی نہیں کرتے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کی جائیداد کا بٹوارہ نہ ہو جائے۔

بلقیس ریاض:

بلقیس ریاض اکیسویں صدی کی ممتاز افسانہ نگار کالم نگار اور ناول نگار ہیں کالم، ناول، سفر نامے اور افسانے ان کی اوّلین شناخت ہیں خاص طور پر سفر نامے اور افسانے انکے بڑے کارنامے ہیں۔ ان کے افسانے خواتین ایڈیشن اور سنڈے میگزین میں بھی شائع ہو چکے ہیں ان کے افسانے اسلوب کے لحاظ سے سادہ اور برجستہ ہیں بعض افسانہ نگار خواتین کے ہاں اسلوب پیچیدہ اور بناوٹی ہوتا ہے۔ نہ اس میں اپنی علمیت، قابلیت، ریاضیت اور معلومات کے خزانے بہانے کی کوئی شعوری کوشش ہوتی بلقیس ریاض کے ہاں جو چیز بکثرت دکھائی دیتی ہے وہ سادگی اور سلامت پر آ کر ٹھہر جاتا ہے وہ اپنی علمیت، فصاحت وبلاغت شان وشوکت اور ذخیرہ الفاظ کی نمائش نہیں لگا تیں بلقیس ریاض کے افسانوں میں عورت پر ہونے والے ظلم وستم کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ عورت کے تعلیمی استحصال کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اس کو شادی کے بعد تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اس بات کا تذکرہ انھوں نے اپنے افسانے ''ربوٹ'' میں کیا ہے جہاں عورت کو شادی کے بعد تعلیم جاری رکھنے کی اجازت نہیں دی جاتی بلکہ اس کو اس کے سسرال میں ایک نوکرانی کی طرح استعمال کیا جاتا ہے۔

''کاش میں بہت تعلیم یافتہ ہوتی تو اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جاتی۔۔۔ پھر دیکھتی کہ سسرال والے میری عزت کیسے نہیں کرتے۔۔۔

> ''نازی اب تم اپنی پڑھائی مکمل کر لو۔۔۔ شادی سے پہلے تو میں نے نائمہ بیگم سے وعدہ لیا تھا کہ تمھیں بی اے کا امتحان ضرور دلوائیں گی۔۔۔''
>
> یہاں سے تو وعدہ کر کے گئی تھی۔۔۔ مگر شادی ہوتے ہی انھوں نے اپنا پرانا ملازم نکال دیا اور مجھے کھانا بنانے کے لیے باورچی خانے میں بھیج کر کہا۔۔۔

"نازی آج سے تم نے اچھے کھانے بنانے ہیں۔۔۔ یہ گھر سونا سونا
تھا۔۔۔باورچی خانہ میں بہو کے قدم آتے ہی روشن ہو گیا ہے۔۔۔" (6)

زیب النساء زیبی:

معاشرے میں خواتین کے تعلیمی استحصال کی ایک صورت یہ بھی سامنے آتی ہے کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون کی شادی میں اس کی تعلیم رکاوٹ بنتی ہے خواتین کے تعلیمی استحصال کی اس صورت کو زیب النساء زیبی نے اپنے افسانے "میں کس کے ہاتھ یہ اپنا لہو تلاش کروں" میں اس طرح بیان کیا ہے۔

"عابدہ نے اپنا نام، مقام، مرتبہ، قابلیت میں اتنے برسوں میں جو اضافہ کیا تھا وہی اس کی شادی کی راہ میں رکاوٹ بن گیا تھا۔ چند سال تو اس کی قابلیت کے معیار کا کوئی رشتہ نہ ملا پھر جب وہ کسی سے بھی شادی کرنے کے لیے راضی ہو گئی تو اب کوئی اس Over age اور زیادہ تعلیم کی وجہ سے اس سے رشتہ کرنے کو تیار نہ تھا۔ ایم۔اے کا سنتے ہی لڑکے والے کہتے تھے کہ لڑکی کی عمر زیادہ ہے، پڑھی لکھی ہے، نبھا نہ سکے گی۔ ہما کو عابدہ کے حالات سن کر سماج کی بے حسی پر بہت غصہ آیا۔" (7)

سید سعید نقوی:

سید سعید نقوی کا افسانہ "گرگٹ" خواتین کے تعلیمی استحصال کی عکاسی کرتا ہے اس افسانے میں ایک ایسے معاشرے کو دیکھایا گیا جو کہ مذہبی حوالے سے پستی کا شکار رہے اور افسانے میں مولوی مشتاق کا کردار ہے جو کہ اپنے معاشرے کے مذہبی فیصلے کرتا ہے اور قرآن و سنت کی اپنے مطابق تشریح کرتا ہے اور وہ خواتین کے تعلیم حاصل کرنے کے خلاف ہے اس کا ماننا تھا کہ سکول میں پڑھنے سے اور سکول کے ماحول میں پڑھنے سے اور سکول کے ماحول سے خواتین کا ذہن آلودہ ہو جاتا ہے۔

"بہت بحث اور ہنگامے کے بعد محکمہ تعلیم و نظامت نے لڑکیوں کو آٹھویں جماعت تک پڑھنے کی اجازت دے دی تھی مولوی مشتاق کا ووٹ اس کے خلاف تھا۔ لڑکیاں گھروں میں قائدہ، تحفہ انساء اور قرآن پاک پڑھ سکتی ہیں اس نے زیادہ پڑھنے سے اور وہ بھی اسکول کے ماحول میں ان کا ذہن بلوغت سے پہلے ہی آلودہ ہو جاتا ہے۔" (8)

مولوی مشتاق ہمارے معاشرے کے ایسے افراد کی عکاسی کرتا ہے جو مذہب کی غلط تشریح کر کے خواتین کے تعلیم حاصل کرنے پر پابندی لگاتے ہیں اور خواتین کو تعلیم سے محروم رکھتے ہیں کچھ والدین جب اپنی خواتین کو تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دی دیتے ہیں تو استحصال کی یہ صورت سامنے آتی ہے۔ کہ تعلیمی اداروں میں ان کا استحصال کیا

جاتا ہے۔اس حوالے سے سید سعید نقوی کا افسانہ شمشان گھاٹ بہت اہم ہے کہ جس میں ایک استاد اپنی خاتون طالب علم کا جنسی استحصال کرتا ہے۔

> "یہ سلسلہ روز کا معمول بن گیا بات ہونٹوں کی بے چینی سے بڑھ کر انگلیوں کی بیقراری تک پھیل گئی شروع شروع میں ایک دو مرتبہ دست درازی کے بعد احمر عباس تھوڑی دیر کے لیے شرمندہ دکھائی دیتا معذرت خواہ بھی ہوتا مگر اپنے جسم کی شمشان گھاٹ پر میری نو عمری کی چتا جلاتا رہا۔"(9)

سید سعید نقوی کے ایک اور افسانے "کالی آندھی" میں ایک ایسے معاشرے کی کہانی بیان کی گئی ہے جہاں خواتین کو تعلیم حاصل کرنے سے روکا جا رہا ہے اور خواتین کے سکول بند کرنے کے لیے احتجاج کیا جا رہا ہے اور اس احتجاج میں انتہا پسندی بھی شامل ہے سکول میں لڑکیاں روز مرہ کے معمول کے مطابق پڑھ رہی ہوتی ہیں کہ باہر سے کھڑکی پر ایک پتھر آ لگتا ہے اور شیشہ ٹوٹ جاتا ہے اور طالبات بھی زخمی و جاتی ہیں۔سکول بند کرنے کے نعرے گونج رہے ہوتے ہیں۔

> "بند کرو یہ برائی کے اڈے" اوئے خانہ خراب،عورت کا مقام اس کا گھر ہے مار دیں گے سب کو باہر سے آنے والے نعروں کی آوازیں ماحول کی وحشت میں اور اضافہ کر رہی تھیں۔۔۔کم از کم پانچ لڑکیوں کے پتھر لگے تھے دو کے لباس پر خون دیکھا جا سکتا تھا، تقریباًسب ہی کے آنسو جاری تھے۔"(10)

اس افسانے میں خواتین کی تعلیم پر پابندی لگانے کے لیے معاشرے کے کچھ افراد انتہا پسندی کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں اور سکول کی معلمہ پر تیزاب پھینک دیتے ہیں۔دو نوجوان معلمہ کو راستے میں روک لیتے ہیں اور اس پر تیزاب پھینکتے ہیں لیکن سکول کا چوکیدار معلمہ کو بچا لیتا ہے۔

> "تم ایسے باز نہیں آ وَ گی اور مزہ چکھانا ہی پڑے گا۔یہ تیزاب چہرے کو ایسا گلزار کر دے گا کہ جب بھی آئینہ دیکھو گی اس میں بے غیرتی کا بد صورت چہر نظر آئے گا۔۔۔نوجوان نے پھرتی سے چاہا کہ بوتل کا محلول خانم کے چہرے پر پھینک دے۔مگر مصلح الدین نے ہاتھ مار کر سارا کھیل بگاڑ دیا خانم کو لگا جیسے کسی نے اس کے شانے اور گردن میں جلتی ہوئی آگ ہی بھر دی منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی۔"(11)

اس افسانے میں خواتین کا تعلیمی استحصال اس حد تک نظر آتا ہے کہ پہلے تو خواتین کو تعلیم حاصل کرنے سے روکنے کے لیے ان پر پتھر برسائے جاتے پھر خاتون معلمہ پر تیزاب پھینکا جاتا ہے۔انتہا پسندی یہاں بھی ختم نہیں ہوتی اور پھر اس معلمہ کو جان سے مار دیا جاتا ہے۔

''تیسرے دن سکول کے راستے میں خانم پھر گھیر لی گئی اس دفعہ دو نئے چہرے سامنے تھے۔ چہرے پر سفاکی کی وہی بہیمانہ نقاب جو تیزاب پھینکنے والے نوجوانوں کے چہروں پر بھی آویزاں تھی۔۔۔ ٹی ٹی کا رخ خانم کی طرف موڑ کر نوجوان نے اسے خانم کے جسم پر خالی کر دی خانم تو شاید پہلی گولی کے بعد ہی زمین بوسی ہو گئی تھی، منہ اور ناک سے خون جاری تھا۔ایک گولی گردن پر لگی تھی وہاں سے خون کا ایک فوارہ نکل رہا تھا نوجوان نے خانم کی لاش پر ایک لات ماری ، آخ تھو، اسے اپنی انتہا پسندی کا مزید اظہار کیا۔۔۔'' (12)

خاتون معلمہ کے قتل کے بعد اسکول انتظامیہ سکول بند کر دیتی ہے باہر ایک بڑے بینر پر جلی حروف میں اسکول بند ہونے کا اعلان چسپاں کر دیتی ہے۔ اس افسانے میں معاشرے کے لیے افراد کو دکھایا گیا ہے جو خواتین کی تعلیم پر پابندی لگانے کی خاطر اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ ان کو قتل کر دیتے ہیں۔

شاہد رضوان:

ہمارے معاشرے میں خواتین کے تعلیمی استحصال کی یہ صورت بہت نمایاں ہے کہ شادی کے بعد ان کو تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اسی طرح خواتین ڈاکٹروں کو بھی شادی کے بعد پریکٹس کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی خواتین پر شادی کے بعد اتنی زیادہ گھریلو ذمہ داریاں ڈال دی جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ تعلیم سے محروم رہتی ہیں۔خواتین کے تعلیمی استحصال کی ایک صورت یہ بھی سامنے آتی ہے کہ خواتین کا تعلیمی استحصال صرف غرباء کے ہاں ہی ہوتا بلکہ امراء کے ہاں بھی کے ہاں بھی خواتین کا تعلیمی استحصال کیا جاتا ہے۔امراء اتنی توجہ اپنی لڑکیوں کی تعلیم پر نہیں دیتے جتنی زیادہ توجہ اپنے لڑکوں کی تعلیم پر دیتے ہیں لڑکیوں کو صرف رسمی تعلیم تک محدود رکھتے ہیں۔اس بات کا ذکر شاہد رضوان نے اپنے افسانے ''اونچی حویلی''میں کیا ہے۔جس میں ایک جاگیر دار اپنی بیٹیوں کی شادیاں بھی نہیں کرتا کہ اس کی جائیداد دوسرے خاندان میں منتقل نہ ہو جائے اور اپنی بیٹیوں کو تعلیم اس لیے بھی نہیں دیتے کہیں وہ تعلیم حاصل کر کے شعور یافتہ نہ ہو جائیں اور اپنے حق کے لیے آواز بلند نہ کرنے لگ جائیں۔

''گاؤں میں لڑکیوں کا سکول مڈل تک تھا۔ جو میری اپنی لڑکیوں کو آگے پڑھنے کے لیے شہر نہیں بھیجتے تھے۔بہت سے غریب غربا اور متوسط گھروں کی لڑکیاں شہر پڑھنے جاتی تھیں۔ چوہدری ایسے والدین پر تھو تھو کرتا تھا۔

جو لڑکیوں کو تعلیم دلوانے شہر بھیجتے تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ عورت تعلیم پا کر خود سر ہو جاتی ہے اس کو قابو میں رہنے کے لیے ایسے تعلیم سے دور رکھنا عین فطرت ہے۔ بانو نے مڈل پاس کرنے کے بعد تعلیم جاری رکھنے کی خواہش کی جیسے فضول سمجھ کر درر دیا گیا تھا۔ اس کے ابا کا کہنا تھا کہ تعلیم اتنی ہی کافی ہے تو نے کونسا نوکری کرنی ہے۔ یہی جواب پچیس برس پہلے سلیمہ کو ملا تھا بانو سے دونوں بڑے لڑکوں کو اعلیٰ تعلیم کے لیے ملک سے باہر بھیج دیا تھا چوہدری کو ان کی بہت فکر تھی وہ ایک کو بہت بڑا وکیل اور دوسرے کو بیورو کریٹ دیکھنا چاہتا تھا۔"(13)

اس افسانے میں خواتین کے استحصال کے اس پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ اگر عورت زیادہ تعلیم حاصل کرے گی تو وہ اپنے حق کے لیے بہتر آواز اٹھا سکتی ہے۔ اس لیے اس کو اعلیٰ تعلیم سے محروم رکھا جائے۔ تا کہ عورت اپنے حق کے لیے آواز بلند نہ کر سکے اور اس افسانے میں ہمارے معاشرے کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم کی نسبت لڑکوں کی تعلیم پر زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔ کیونکہ لڑکوں نے تعلیم کے بعد نوکری کرنی ہوتی ہے جبکہ لڑکیوں نے پڑھائی کے بعد صرف گھریلو ذمہ داریاں ہی نبھائی ہوتی ہیں۔

اس لیے ان کو اعلیٰ تعلیم سے محروم رکھا جاتا ہے اور انھیں صرف رسمی تعلیم ہی دی جاتی ہے اکیسویں صدی کے افسانہ نگاروں کے ہاں خواتین کے تعلیمی استحصال کے نمایاں پہلو یہ ہیں۔ خواتین کا تعلیمی استحصال ان کے گھر سے ہی شروع ہو جاتا ہے بہت سے خاندان ہمارے معاشرے میں ایسے ہیں جو کہ خواتین کو تعلیم حاصل کرنے نہیں دیتے اور اگر گھر والے خواتین کو تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دی دیتے ہیں۔ تو معاشرے کے ایسے افراد سامنے آتے ہیں۔ جو خواتین گھر سے باہر جا کر تعلیمی ادارے میں تعلیم حاصل کرنے کے خلاف ہیں۔ ایسے افراد ہی بات کو منوانے کے لیے انتہا پسندی کا درجہ اختیار کیے ہوئے ہیں ان سب حدوں کو عبور کر کے اگر خواتین تعلیمی اداروں میں پہنچ جاتی ہیں تو ان تعلیمی اداروں میں خواتین کا جنسی حوالے سے استحصال کیا جاتا ہے اس کے علاوہ ایک اور صورت خواتین کے تعلیمی استحصال کی یہ سامنے آتی ہے کہ لڑکوں کی نسبت خواتین کی تعلیم پر زیادہ توجہ ان کے والدین نہیں کرتے امراء کے ہاں خاص طور پر یہ تصور لیا جاتا چونکہ خواتین کو تعلیم دلوا کر ان سے کونسا انھوں نے ملازمت کروانی ہوتی ہے۔ اس لیے امراء اپنی خواتین کو تعلیم نہیں دلواتے خواتین کا تعلیمی استحصال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ان کو شادی کے بعد پڑھنے کی سسرال کی طرف سے اجازت نہیں ملتی اور بہت سی خواتین اعلیٰ تعلیم سے محروم رہتی ہیں۔

# حوالہ جات


1۔ العلق:5-1

2۔ محمد بن یزید، امام، ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، المقدمہ، باب فصل العلماء، 1:81: رقم الحدیث:224

3۔ بخاری، اسماعیل محمد بن عبداللہ، امام، الجامع الصحیح، فضائل القرآن، باب خیر کم من تعلم القرآن، رقم الحدیث:5027

4۔ شیخ محمد عبداللہ ڈاکٹر، اسلام میں عورت کا درجہ، علی گڑھ: خدمت پریس، س ن، ص 7

5۔ ایضاً

6۔ بلقیس ریاض، نئے افسانے، لاہور: مقبول اکیڈمی، 2014ء، ص:272

7۔ زیب النساء زیبی، عکس زندگی، کلیات زیبی سوئم، کراچی: زیبی اینڈ عائزاز پبلی کیشنز، 2014ء، ص:742

8۔ سید سعید نقوی، ڈاکٹر، دوسرا رخ، کراچی: شہزاد پبلشرز، 2011ء، ص:145

9۔ ایضاً، ص:162

10۔ سید سعید نقوی، ڈاکٹر، نامہ بر، کراچی: رنگ ادب پبلی کیشنز، 2010ء، ص:24

11۔ ایضاً، ص:29

12۔ ایضاً، ص:31

13۔ شاہد رضوان، آوازیں، لاہور: سانجھ پبلی کیشنز، 2015، ص:183